USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM
UPSS
Shaping the leaders of Ummah

معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

تربیہ

پندرہ روزہ

16 اگست تا 31 اگست محرم الحرام 1444ھ

A fortnightly e-Mag for lifelong learning & holistic development

- فہم القرآن
- فہم الحدیث
- سیرتِ نبویؐ
- تعلیم وتربیت
- شخصیت
- انٹرویوز
- تعمیر شخصیت
- کیریر کونسلنگ
- طب و صحت
- اقبالیات
- گوشہ عثمانین
- اقدار
- رہنمائے والدین
- سائنس وٹیکنالوجی
- تعارفِ کتاب
- تاریخ

شُکرگذاری کا جذبہ اور معاشرے پر اس کے اثرات

شکر عربی زبان کا لفظ ہے ۔ اِس کا مطلب کسی کی عنایت اور نوازش کے سلسلے میں احسان ماننا۔ جو شکر ادا کرے وہ ”شکر گزار“ اور جس کا شکر ادا کیا جائے وہ ”مشکور“ کہلاتا ہے(عام طور سے لوگ اس میں غلطی کرتے ہیں۔)۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو شکر گزاری کا حکم دیا ہے

ترجمہ: ”اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان فرمادیا کہ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گااور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔اور موسیٰ نے فرمایا: (اے لوگو!) اگر تم اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب ناشکرے ہوجاؤتو بیشک اللہ بے پرواہ ،خوبیوں والا ہے۔

سورہ ابراہیم آیت (7-8)

اس آیتِ مبارکہ میں کچھ نِکات غور طلب ہیں۔پہلا نکتہ شکر گزاری پر مزید نوازنے کی نوید، دوسرا نکتہ ناشکرے پن پر عذاب کی وعید اور تیسرا نکتہ جو سب سے اہم ہے کہ اللہ کو ہمارے شکر گزار ہونے یا ناشکری سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو انسان کی ناشکری سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو پھر ناشکری پر سخت عذاب کی وعید کیوں؟ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہونے کے باجود ناشکرے پن پر سخت عذاب کی وعید سنا رہے ہیں۔

اس کو سمجھنے کے لیے یہ بات سمجھنا انتہائی ضروری ہے کہ اللہ کا ہر حکم دراصل انسان اور معاشرے کی بھلائی کے لیے ہے۔ جب تک ہم شکر گزاری کے جذبے کو معاشرے کی فلاح، معاشرے کی بہتری اور انسانیت کے ساتھ اس کے گہرے تعلق کو واضح نہیں کریں گے اس وقت تک ہمارے لیے شکر محض ایک ذاتی عمل بنا رہے گا جب کہ یہ دراصل پورے معاشرے کی بھلائی کا ایک مکمل پیکج ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہاں پیش کیا جارہا ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی طرف دیکھو جو تم سے نیچے ہے اور اس شخص کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر ہے یہ زیادہ لائق ہے کہ تم اللہ کی اس نعمت کو حقیر نہ جانو جو تم پر ہے۔(متفق علیہ)

اس حدیثِ مبارکہ اور سورہ ابراہیم کی مذکورہ آیات کو سامنے رکھیں تو پتا چلے گا کہ شکر اورقناعت دراصل ایک ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ جب انسان دنیا میں اللہ کی نعمتوں کے اعتبار سے اپنے سے کم تر کو یا اپنے سے کم نعمت والے کو دیکھے گا تو اس کے اندر اللہ کی نعمتوں کی شکر گزاری کا جذبہ پید اہوگا اور ساتھ ہی اس کے اندر اللہ نعمت پر قناعت کی صفت پید اہوگی۔ قناعت کی صفت کئی معاشرتی برائیوں سے انسان کو بچا سکتی ہے۔

غور کیجیے کہ فی زمانہ معاشرے کے بگاڑ کی ایک وجہ دنیاوی معاملات میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ ہے۔ اس دوڑمیں انسان حلال و حرام کی تمیز بھول جاتا ہے۔سُودی اور سرمایہ دارانہ نظام پروان چڑھاتا ہے،پیسہ، دولت،عہدہ، اختیارات کی ہوس ا نسان کو ہر برا اورناجائز کام کرنے پر اکساتی ہے۔ جس کے پاس ایک گاڑی ہے وہ دوسری گاڑی کی لالچ میں پڑتا ہے،جس کے پاس ایک مکان ہے وہ دو مکانات کی کوشش کررہا ہے، جو لاکھوں روپے تنخواہ لے رہا ہے، وہ رشوت خوری میں مبتلا ہے، تاجر لاکھوں روپے کمانے کے باجود ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ اور ناجائز منافع خوری کررہا ہے، اور تو اور یہاں تو ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ 60/50 ہزار روپے ماہانہ کمانے والے بھی سرکاری خیراتی و امدادی اسکیموں سے ایک یا دوہزار روپے ماہانہ لینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے، جہاں کہیں راشن بٹتا نظر آئے تو اچھے خاصے صاحب حیثیت افراد بھی اس کی لائن میں کھڑے ہوکر مستحق افراد کی حق تلفی کرنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتے، الغرض جس کا جہاں بس چل رہا ہے وہ جائز و ناجائز کی پروا کیے بغیر محض دنیا کے پیچھے بھاگ رہا ہے تو اس کی بڑی وجہ کیا ہے؟

اس کی وجہ درحقیقت ناشکراپن ہی ہے۔جب انسان اللہ کی نعمتوں پر ناشکرا پن کرتا ہے تو اس کو اللہ کی نعمت کافی محسوس نہیں ہوتی یعنی وہ سمجھتا ہے کہ اللہ نے نعوذباللہ اس کے ساتھ ناانصافی کی ہے۔ یہ سوچ اس کے اندر سے قناعت کا جذبہ ختم کردیتی ہے اورپھر یہی صورتِ حال ہوتی ہے جو اوپربیان کی گئی ہے۔

جب ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں بظاہر دو متضاد باتیں دکھائی دیتی ہیں۔ پہلی بات کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی اکثریت معاشی طور پر غریب اورمفلوک الحال تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اسلام کے اولین دور میں لوگ زکوٰۃ لیے پھرتے تھے لیکن کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ہوتا تھا۔ جب کہ صحابہ کرامؓ کی اکثریت تو انتہائی غریب تھی ۔ دراصل اس کی وجہ یہی شکر گزاری کاجذبہ اور قناعت کی صفت تھی۔ جس کو دو وقت کا کھانا مل جاتا وہ سمجھتا کہ میں زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہوں۔جو محنت مزدوری کرنے کی استطاعت رکھتا وہ خود کو خیرات یا زکوٰۃ کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔ یہ شکر کا جذبہ اور قناعت کی صفت ہی ہے جس سے انسان دوسروں کا درد محسوس کرتا ہے۔دوسروں سے ہم دردی کرتا ہے اور دوسروں کے لیے اپنے دل وسیع کرتا ہے ۔ناجائز اور حرام ذرائع سے دولت کمانے سے گریز کرتا ہے۔ ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا کمانے کی دوڑ سے دستبردار ہوجاتا ہے۔

اس لیے شکر گزاری کے جذبے کو حقیر یامحض ذاتی عمل نہ سمجھیں بلکہ دراصل اس کے اندر پورے معاشرے اور انسانیت کی فلاح اور بہتری چھپی ہوئی ہے۔

سلیم اللہ شیخ
پرنسپل کیمپس 33

القرآن

لوگو! اللہ کا وعدہ یقیناً برحق ہے لہذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ وہ بڑا دھوکے باز تمھیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے پائے درحقیقت شیطان تمھارا دشمن ہے اس لیے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے پیروؤں کو اپنی راہ پر بلارہا ہے کہ وہ دوزخیوں میں شامل ہوجائیں

(سورہ فاطر:5)

الحدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے، مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید باربار پڑھتا ہے۔ پھر بھی وہ اس کے لیے دشوار ہے تو اسے دوگنا ثواب ملے گا۔

بخاری،4937

افکارِ اعلیٰ

اقامت دین

اپنی پوری زندگی میں اللہ کی بندگی اور حضرت محمد ﷺ کی پیروی اختیار کرو ، دورنگی اور منافقت چھوڑ دو اور اللہ کی بندگی کے ساتھ دوسری بندگیاں جمع نہ کرو، اللہ سے پھرے ہوئے لوگوں کو دنیا کی راہنمائی اور فرماں روائی کے منصب سے ہٹا دو اور زمام کار مؤمنین صالحین ، کے ہاتھوں میں دو تاکہ زندگی کی گاڑی ٹھیک اللہ کی بندگی کے راستے پر چل سکے

جو اس دعوت کو حق سمجھے وہ اس میں ہمارا ساتھ دے

اور جو روڑے اٹکائے وہ

اللہ کے یہاں اپنا جواب سوچ لے

سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ

تعلیم و تربیت

تعلیم ہر انسان چاہے وہ امیر ہو غریب ہو مرد ہو یا عورت سب کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ہے، یہ انسان کا حق ہے جو کوئی اس سے نہیں چھین سکتا اگر دیکھا جائے تو انسان اور حیوان میں فرق تعلیم ہی کی بدولت ہے۔ تعلیم کسی بھی قوم یا معاشرے کے لئے ترقی کی ضامن ہے یہی تعلیم قوموں کی ترقی اور زوال کی وجہ بنتی ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کا مطلب صرف اسکول ،کالج یا یونیورسٹی سے کوئی ڈگری لینا نہیں بلکہ اسکے ساتھ تمیز اور تہذیب سیکھنا بھی شامل ہے تاکہ انسان اپنی معاشرتی روایات اور اقدار کا خیال رکھ سکے۔ تعلیم وہ زیور ہے جو انسان کا کردار سنوارتی ہے دنیا میں اگر ہر چیز دیکھی جائے تو وہ بانٹنے سے گھٹتی ہے مگر تعلیم ایک ایسی دولت ہے جو بانٹنے سے گھٹتی نہیں بلکہ بڑھ جاتی ہے۔

انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ تعلیم کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ تعلیم حاصل کرنا ہر مذہب میں ضروری ھے لیکن اسلام میں تعلیم حاصل کرنا ہر مرد عورت پر فرض کیا گیا ہے آج کے اس پر آشوب اور تیز ترین دور میں تعلیم کی ضرورت بہت اہمیت کی حامل ہے۔

انسان کو انسانیت سے دوستی کے لئے اخلاقی تعلیم بھی بے حد ضروری ہے اسی تعلیم کی وجہ سے زندگی میں خوف خدا ،عبادت ،محبت خلوص، ایثار، خدمت خلق، وفاداری اور ہمدردی کے جذبات بیدار ہوتے ہیں اخلاقی تعلیم کی وجہ سے صالح اور نیک معاشرے کی تشکیل ہوتی ہے۔

تعلیم کا اولین مقصد ہمیشہ انسان کی ذہنی،جسمانی او روحانی نشوونما کرنا ہے تعلیم کے حصول کے لئے قابل اساتذہ بھی بے حد ضروری ہیں جو بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مدد فراہم کرتے ہیں استاد وہ نہیں جو محض چار کتابیں پڑھا کر اور کچھ کلاسسز لے کر اپنے فرائض سے مبرا ہو جائے بلکہ استاد وہ ہے جو طلبہ و طالبات کی پوشیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرتا ہے اور انہیں شعور و ادراک ،علم و آگہی نیز فکر و نظر کی دولت سے اپنے شاگردوں کو مالا مال کرتا ہے جن اساتذہ نے اپنی اس ذمہ داری کو بہتر طریقے سے پورا کیا ،ان کے شاگرد آخری سانس تک ان کے احسان مند رہتے ہیں۔

اسلامی نظام تعلیم سے مراد ایک ایسا نظامِ تعلیم ہے، جو دنیاوی اسباب کو استعمال کرکے انسان کو قربِ الٰہی حاصل کرنا سکھاتا ہے۔ دنیاوی اسباب سے ہماری مراد تمام مادی وسائل، قدیم و جدید علوم اور ماڈرن ٹیکنالوجی ہے۔ ہمارے نزدیک تعلیم، تعلیمی سند یا تعلیمی ادارہ خود کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ ایک مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

یہ اصل میں دو طرح کے نظام تعلیم و تربیت کا فرق ہے کہ جہاں ایک طرف تو ایک پڑھا لکھا، ڈگری ہولڈر، تعلیم یافتہ، سند یافتہ اور ماہر ڈاکٹر اپنی آمدن کی خاطر ایک مریض کو بے ہوش کرکے، اس کا گردہ نکال کر بیچ دیتا ہے اور دوسری طرف ایک آدمی اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنا گردہ کسی مرتے ہوئے آدمی کو دے کر اس کی جان بچا لیتا ہے۔ جب نظامِ تعلیم و تربیت تبدیل ہو جاتاہے تو تربیت پانے والوں کے اہداف بھی تبدیل ہو جاتے ہیں لہذا ضرورت اس امر کی ھے کہ تعلیم اور تربیت کی اہمیت و افادیت کو سمجھا جائے۔

تحریر و ترتیب
امجد آفاق